Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

The Tradition of Miraj Names in Urdu A Brief Overview North Indian's Literature (Part 02)

اردو میں معراج ناموں کی روایت (ایک اجمالی جائزہ)

شمالی ہند کا ادب (حصہ دوم)

Syed Muhammad Rehan ul Hassan Gilani
Visiting Faculty, School of Law and Policy (SLP)
University of Management and technology (UMT) Lahore
Email: hassanizami@gmail.com

Muhammad Iqbal
PhD Scholar, Mul Lahore
Email: chishtiali777@gmail.com

Abstract

The word "Nama" in Urdu comes from Persian. In Pehlavi (Old Persian) it was "Namak" which means "Book". "Nama" has been used in Persian for the meaning of letter, footnote, & book. Various books & booklets with thematic diversity have been associated with the suffix Nama in Urdu. Among these themed books, Chakki Nama, Lori Nama, Pankha Nama, Dhol Nama, Charkha Nama, Qayamat Nama, Maa Baap Nama, Faqar Nama, Ibrat Nama, Zafar Nama, Wasit Nama, Faalnama, Khawb Nama includes Milad Nama, Shamail Nama, Wafat Nama, Noor Nama and Miraj Nama. The night journey of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) is known as "Miraaj"[Ascension]. It is such a mysterious & miraculous journey that has left a very significant creative impression on the canvas of human thought and vision. After this great event, man has made conscious efforts to trace this ascension on both creative and practical levels. And new worlds have been exposed to this pursuit at both levels. Miraj Nama refers to a book or booklet in which the event of Miraj is described in prose and verse with its details and parts. The tradition of writing Manzoom (in prose/poetic manners) Miraaj in Urdu came from Persian. In the beginning, the poets called "Mirajiyah stanzas" in their Compilations and Masnavis. Syed Balaqi wrote the first regular poem Miraj Nama in Deccan during the reign of Qutb Shah. Although Urdu Natia poetry has always been rich in terms of Mirajiya subjects and poets in almost all genres of poetry have rarely composed Miraajiyah subjects but the number of separately written Miraaj Namas is also not small. After

OPEN ACCESS
CC BY

the good beginning of Syed Balaqi, Moazzam, Mulla Raabi, Mukhtar, Mohiuddin Fattahi, Amin Gujrati, Miran Hashmi, Muhammad Hussain, Moazzam Qadri Bijapuri, Shah Abul Hasan Qorbi, Shah Kamaluddin, Qasim Mehri, Mir Qudratullah Khan, Imam Bakhsh Nasikh, Mir Muzaffar Hussain, Mohsen Kakurvi. Imam Ahmad Raza Khan, Hafiz Mohammad Faizullah, Ghulam Muhammad, Muhammad Daulat Khan, Syed Jafarullah Hussaini Aziz Lucknowi, Khwaja Muhammad Akbar Khan Warsi and scholars like Nazar Sabri wrote Miraj Namas.

Keywords: Miraj Nama, Ascension, Muhammad (SAW).

"نامہ" لفظ اردو میں فارسی سے آیا ہے۔ پہلوی (قدیم فارسی) میں یہ "نامک" تھا۔ جس کے معنی "کتاب" کے ہیں۔ فارسی میں "نامہ" مکتوب، تعلیق، کتاب اور رقعہ کے معنوں میں مستعمل رہا ہے۔ اردو میں نامہ کے لاحقے کے ساتھ موضوعاتی تنوع کی حامل مختلف کتابیں اور کتابچے منسوب رہے ہیں ان موضوعاتی نامہ جات میں چکی نامہ، لوری نامہ، پنکھا نامہ، ڈھول نامہ، چرخہ نامہ، قیامت نامہ، ماں باپ نامہ، فقر نامہ، عبرت نامہ، ظفر نامہ، وصیت نامہ، فالنامہ، خواب نامہ، میلاد نامہ، شمائل نامہ، وفات نامہ، نور نامہ اور معراج نامہ شامل ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آسمانی سفر جسے "معراج" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ایک ایسا محیر العقول معجزاتی سفر ہے جس نے انسانی فکر و نظر کے کینوس پر بہت نمایاں تخلیقی نقوش چھوڑے ہیں۔ اس عظیم واقعہ کے بعد انسان نے تخلیقی و عملی ہر دو سطحوں پر اس معراج کا تتبع کرنے کی شعوری کوششیں کی ہیں۔ اور ہر دو سطحوں پر اس پیروی میں نئے جہانوں سے روشناس ہوتا رہا ہے۔ معراج نامے سے مراد ایسی کتاب یا کتابچہ ہے جس میں واقعۂ معراج نثر و نظم میں اپنی تفصیلات اور جزئیات کے ساتھ بیان ہو۔ اردو میں منظوم معراج نامے تحریر کرنے کی روایت فارسی سے آئی۔ ابتداء میں شاعروں نے اپنے دواوین اور مثنویوں میں معراجیہ شعر کہے۔ قطب شاہی دورِ حکومت میں دکن میں سید بلاقی نے پہلا باقاعدہ منظوم معراج نامہ لکھا۔ اگرچہ اردو کی نعتیہ شاعری معراجیہ مضامین کے اعتبار سے ہمیشہ ثروت مند

CC BY

رہی ہے اور قریب سبھی اصنافِ سخن میں شاعروں نے معراجیہ مضامین ندرت و خوبی سے منظوم کیے ہیں لیکن علاحدہ سے تحریر کیے گئے معراج ناموں کی تعداد بھی کم نہیں۔ سید بلاقی کے حسنِ آغاز کے بعد معظم، ملاوجہی، مختار، محی الدین فناحی، امین گجراتی، کمتر، میراں ہاشمی، محمد حسین معظم قادری بیجاپوری، شاہ ابوالحسن قربی، شاہ کمال الدین، قاسم مہری، میر قدرت اللہ خان، امام بخش ناسخ، میر مظفر حسین، محسن کاکوروی، امام احمد رضا خان، حافظ محمد فیض اللہ، غلام محمد، محمد دولت خان، سید جعفر اللہ حسینی، عزیز لکھنوی، خواجہ محمد اکبر خان وارثی اور نذر صابری جیسے اصحاب فن نے معراج نامے لکھے ہیں۔ یہ معراج نامے اردو نعتیہ شاعری کے ماتھے کا جھومر ہیں۔

کلیدی الفاظ: معراج نامہ، اردو نعت، شاعری۔

شمالی ہند کے معراج نامے

شمالی ہند میں اردو کا پہلا منظوم معراج نامہ ۱۷۸۹ء ۱۲۰۴ھ کا لکھا ہوا ملتا ہے۔ اس کے مصنف قاضی قاسم مہری ہیں۔ جو بمبئی کے معروف مہری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے قاضی یوسف مرگھے سے دوستانہ مراسم تھے۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ بیاض قاسم کے نام سے ان کا شعری مجموعہ ہے۔ جس کا مخطوط کتب خانہ بمبئی میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ ان کی یادگار تصنیف منظوم میلاد نامہ عروس المجالس ہے۔ اس میں بارہ مجالس ہیں۔ انہیں ربیع الاول کی پہلی تاریخ سے بارہ تاریخ تک پڑھا جاتا تھا۔ ان کا یہ میلاد نامہ اس قدر مقبول ہوا کہ آج بھی بمبئی کے کئی گھرانوں میں پڑھا جاتا ہے۔[1]

قاسم کی اس مثنوی میں اول حمد ہے، پھر نعت، اس کے بعد سبب تالیف بیان کیا گیا ہے کہ شعر و سخن ہی یادگار زمانہ رہتا ہے۔ اس لیے ایک کتاب مولود النبی لکھنے کا ارادہ کیا گیا۔ اس میں نبی کریم کی ولادت سے وفات

---

(1)۔ دلوی، میمونہ دلوی (ڈاکٹر)۔ بمبئی میں اردو۔ (ط۔ ا، دہلی: مکتبہ جامعہ، دہلی)، ۱۹۷۰ء، ص: ۷۷

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

تک کا حال بیان کیا گیا۔ شاعر کا تعلق ٹیپو سلطان کے دربار سے تھا۔ اس نے متعدد اشعار میں سلطان کو درازی عمر کی دعا دی ہے۔ قاسم کا معراج نامہ منظوم ۱۸۷۶ء میں مطبع حیدری بمبئی سے چھپا۔ اس کا ایک مطبوعہ نسخہ کتب خانۂ خاص انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی میں موجود ہے۔ اس میں حمد و نعت، تعریف عرب، مسجد اور مدح حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا کے بعد توصیف شب معراج، توصیف براق، عہد خواستن براق، واقعہ اول تا بست و اول، سیر حضرت یوسف، سیر حضرت داود و سلیمان، تمام آسمانوں کا حال، مقام جبرائیل، چشمہ سلسلبیل، درخت ہائے، طائران اور خیام و قصور بہشت وغیرہ کے عنوانات نثر میں ہیں۔ اس کی ضخامت ۲۱۲ صفحات ہے۔

قصہ کوتہ وہ امام انبیاء/پھر جناب قدس سے رخصت ہوا
عود کر کر عرش تک پہنچا شتاب/واں ملایک اس نے دیکھے بے حساب
دیکھ انہیں بولے امام المرسلین/یہ فرشتے کون ہیں روح الامیں
کی گزارش اس نے کہ اے شاہ جہان/ہے خطاب ان کا یہاں کروبیان
چھوڑ رستہ میں مقام جبرائیل/رونق سدرہ ہوا بے قال و قیل
بیس ہزار اس کو ملے اس جانبی/تہنیت گویان بصد لطف و خوشی
اور فرشتے بھی ملے ستر ہزار/مرحبا گویا ہزار عزو وقار
پھر لگا طے کرنے وہ آگاہ حق/ایک ایک ان آسمانوں کے طبق (2)

ریختہ میں لکھے گئے اس معراج نامے میں بقول شاعر ۱۷۱۳۲ ابیات ہیں۔ معراج کے جزوی واقعات کی تفصیل میں شاعر نے تسلسل قائم رکھا ہے اور روایات کو نقل کرنے میں اس نے احتیاط سے کام لیا ہے مثلاً اس

(2)۔ مہری، غلام قاسم۔ معراج نامہ منظوم۔(ط۔، بمبئی: مطبع حیدری)، ۱۲۹۳ھ، ص: ۱۸۲۔۱۸۳

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

جزوی سرخی ''ظاہر ہونا دودھ اور شہد کے دو پیالوں کا'' کے تحت اس نے ترمذی کی ایک مشہور حدیث کو منظوم کیا ہے۔

زبدۃ الاخبار

میر قدرت اللہ خاں حکیم اور شاعر تھے۔ انہوں نے معراج نامہ الموسوم بہ زبدۃ الاخبار ۱۲۰۴ھ میں لکھا۔ قاسم کا سال وفات ۱۲۴۶ھ ۔ ۱۸۳۰ء ہے۔ حافظ محمود شیرانی کے خیال کے مطابق وفات کے وقت قاسم کی عمر تقریباً اسی برس تھی۔ (3)

زبدۃ الاخبار کے تین مخطوطات نیشنل میوزیم کراچی میں موجود ہیں۔ ایک مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں شیخ حفیظ اللہ امام مسجد فرید آباد کا ۱۲۵۸ھ کا لکھا ہوا موجود ہے۔ (4)

اس کا ایک اور مخطوط کتب خانہ خاص، انجمن ترقی اردو، کراچی میں موجود ہے۔ یہ نسخہ مولوی عبدالحق کو اپنے وطن ہاپوڑ سے ملا تھا۔ یہ نسخہ اچھی حالت میں ہے۔ کاغذ دبیز اور مٹیالا ہے۔ متن ورق الف، ب سے شروع ہوتا ہے۔ ورق الف پر مثنوی کا نام لکھنے کے لیے سرخ روشنائی سے لکیریں کھینچ کر جگہ مخصوص کی گئی ہے لیکن لکھا کچھ نہیں گیا۔ اسی ورق کے ایک کونے پر یہ تحریر ملتی ہے: نمبر ۱۶۴ کتاب معراج نامہ نظم اردو قلمی۔ مظفر علی ہاپوڑی۔'' اس سے پتا چلتا ہے کہ مظفر علی مولوی عبدالحق کے عزیزوں میں سے تھے کیونکہ ان کے اکثر ننھیالی رشتہ داروں کے نام نیاز علی، امراؤ علی اور امتیاز علی جیسے ہیں۔

اس مخطوطہ کے چند اوراق کے حاشیوں پر سرخ، نیلے اور پیلے رنگوں کی بیلیں ہیں اور آرائشی نقش و نگار ملتے ہیں۔ مخطوطے کے نصف اول میں سرخ اور نیلی جدولیں ہیں۔ آمنے سامنے لکھے ہوئے مصرعوں کے درمیان اوپر

---

(3)۔ مشفق خواجہ۔ جائزہ مخطوطات اردو۔ ج:۱، ص:۲۲۰

(4)۔ نصیر الدین ہاشمی۔ کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات۔ ج:۲، ص: ۳۳۸

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

سے نیچے کی طرف سرخ لکیریں ہیں۔ عنوانات کے اطراف میں بھی سرخ لکیریں ہیں۔ اس قسم کا اہتمام نسخے کے نصف اول تک ملتا ہے۔ بعد کے اوراق میں جدولیں اور عنوانات وغیرہ نہیں ہیں۔ عنوانات کے لیے جگہیں سادہ رکھی گئی ہیں۔ مطالب مثنوی سے متعلق آیات حواشی پر درج کی گئی ہیں۔ اسے معراج نامہ قاسم کے عنوان سے ۱۲۸۱ھ۔۱۸۶۴ء میں مطبع ہاشمی میرٹھ نے شائع کیا۔ یہ مطبوعہ نسخہ ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہیں۔

معراج نامے کا آغاز درج ذیل آیت و حمد باری تعالیٰ سے کیا گیا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ، لنریہ من اٰیتنا انہ ھو السمیع البصیر:

کتاب اور سنت کا کر اقتدا/لکھی میں نے پہلے یہ حمد خدا

حمد ہے سب موجد افلاک کو/اوج بخش صاحب لولاک کو

پاک ہے وہ خالق جن وملک/نور سے اوس کے منور ہے فلک

پاک ہے وہ بادشاہ بے زوال/تو نے احمد کو کیا والا کمال

پاک ہے وہ قادر رب الجلیل/ہے محمد اوس کی قدرت کی دلیل (5)

اس مثنوی کے اشعار کی تعداد قریباً تین ہزار دو سو ساٹھ بنتی ہے۔ تاریخ تصنیف، تعداد ابیات اور کتاب کے اسم تاریخی کے متعلق اشعار درج ذیل میں ذکر موجود ہے۔

میں نے بیتوں کا کیا اوس کے شمار/پائیاں بتیس سو اور ساٹھ یار

پھر طبیعت نے کہا اے نیک خو/نام اس کا زبدۃ الاخبار ہو

اور وہ دن تھا روز عید المومنین/وقت تھا وقت حج اے صاحب یقین

اخر ایام تشریق اے جوان/ماہ ذی الحجہ سے وہ دن تھا عیاں

(5)۔ قاسم۔ معراج نامہ۔(میرٹھ: مطبع ہاشمی)، ۱۲۸۱ھ، ۱۸۶۴ء، ص: ۲

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

سال ہجری تھا بصد عزو تمیز/ایک ہزار و دو صد و چار اے عزیز[6]

اس معراج نامہ میں پہلے حمد اور پھر عشق کی تعریف ہے۔اس کے بعد نعت، مناقب اھل بیت و اصحاب نبی کریم، مدح غوث الاعظم، سبب تالیف، مسجد اقصی کی تعریف اور مدح نظام الدین محبوب الہی کے بعد معراج کے واقعہ کو بیان کیا گیا ہے۔اس واقعہ کے بیان میں شب معراج کی توصیف، براق کی تعریف اور براق کا حضور سے عہد لینا، معراج کے واقعات اول تا بست و یکم و دیگر، آسمان اول تا ہفتم کا مشاہدہ، ذکر مقام جبرائیل، ذکر چشمہ سلسبیل، ذکر جوئے شیر، ذکر نہر الرحمت، حلقہ باب الجناں و ملاقات سرور بارضواں، قصر صدیق اکبر، قصر عمر فاروق، خیام و قصور بہشت اور دیگر روایات وغیرہ کے عنوانات شامل ہیں۔

قاسم نے اس کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دوستوں میں محفل میں بیٹھے ہوئے معراج کی شب کا ذکر آگیا اور مصنف نے اس شب مبارکہ کے فضائل بیان کرنے شروع کر دیئے جو اس مثنوی کی صورت اختیار کر گئے۔ نبی کریم کے براق پر سوار ہونے اور بیت المقدس کی طرف تشریف لے جانے کے بارے میں شعر ملاحظہ ہوں:

قصہ کوتہ جب وہ شاہ نامدار/ہو براق تیز رو اوپر سوار

عازم بیت المقدس تھا وہاں/کیا کروں میں اوس شوکت کا بیان

ایک رکاب اوس کی لئے جبرائیل تھا/دوسری کو تھامے نبی میکائیل تھا

غاشیہ بردوش اسرافیل تھا/آگے آگے تھا رواں مثل ہوا

وہ ملایک تھے جواون کے ساتھ کے/کون پوچھے یہ بچارے کون تھے

---

(6)۔ ایضاً۔ص: ۱۲۶

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

تھے فرشتے یہ جو سب چندین ہزار/ان بچاروں کا وہاں کیا تھا شمار
مصطفی کی جانب دست یمین/ساکنان عرش رب العالمین
ہاتھ میں لے شمع نور عرش وہاں/باادب استادہ تھے سب صف زناں(7)

اس مثنوی کے اختتامی اشعار درج ذیل ہیں:

سن کے یہ قصہ بایں آب وصفا/قطعہ کہہ لائے وہ یہ تاریخ کا
قاسم شیریں سخن تا نظم کرد/قصہ معراج شاہ دوسرا(8)

امام بخش ناسخ فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے عربی اور فارسی کے علوم مولوی وارث علی اور دیگر علمائے فرنگی محل سے سیکھے۔ ناسخ کے قدردانوں کی بدولت ان کی زندگی نہایت آرام و سکون سے گزری۔ ان کا لکھنو میں ۱۲۴۸ھ۔۱۸۳۷ء میں انتقال ہوا۔ ناسخ طرز لکھنو کے موجد تھے۔ انہوں نے اردو زبان کی تہذیبی روایات کے تحفظ کے لیے سنسکرت الفاظ کے اخراج کی تحریک چلائی اور اپنے شاگردوں کے توسل سے اسے کامیاب بنایا۔ ان کا لکھنو کے حلقہ شعراء میں بہت اثر ورسوخ تھا۔

ان کے تین دیوان ہیں اور پانچ مثنویاں ہیں۔ ان میں (۱) نظم سراج، (۲) مثنوی در حال ولادت حضرت علی، (۳) شہادت نامہ آل نبی، (۴) معراج نامہ اور (۵) مولد شریف شامل ہیں۔ معراج نامہ ناسخ کا ایک مخطوط نامور محقق مشفق خواجہ کی ذاتی لائبریری ناظم آباد، کراچی میں موجود ہے۔ یہ قلمی نسخہ ۱۲۵۹ھ میں عبدالجامع نے لکھا۔ یہی مخطوطہ میرے پیش نظر ہے۔ اس کے ترقیمہ کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

معراج نامہ ناسخ کا ایک مخطوط نامور محقق مشفق خواجہ کی ذاتی لائبریری ناظم آباد، کراچی میں موجود ہے۔ یہ قلمی نسخہ ۱۲۵۹ھ میں عبدالجامع نے لکھا۔ اس کے ترقیمہ کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

---

(7)۔ قاسم۔ معراج نامہ۔ ص:۱۷

(8)۔ قاسم۔ معراج نامہ۔ ص: ۱۲۸

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

تمام شد رسالہ معراج نامہ من تصنیف شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی از دست فقیر محمد عبدالجامع عفی اللہ عنہ، ساکن فرنگی محل من محلات بیت السلطنت لکھنو در عہد باشوکت و حشمت حضرت امجد علی شاہ خلداللہ ملکہ، بتاریخ بست و ہفتم ذی قعدہ یوم چہار شنبہ ۱۲۵۹ ہجری قدسی قریب یک پاس روز برآمدہ ہر کہ دعویٰ کند باطل گردد۔[9]

ممکن ہے، اسی مخطوطہ کا رشید حسن خان نے ذکر کیا ہو کیونکہ اسی کے اقتباسات انہوں نے ایک مضمون میں شائع کیے تھے۔ نمونہ کے طور پر چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

سب ہوئے پیدا برائے مصطفیٰ/جان ودل سے ہیں فدائے مصطفیٰ
شافع روز قیامت ہے وہی/صاحب تاج شفاعت ہے وہی[10]

مدح صحابہ کرام کے بارے میں اشعار:

ہیں جو اصحاب جناب مصطفیٰ/باخدا و باوفا و باصفا
خاص ان اصحاب میں چار یار/خاص ان احباب میں ہیں چار یار
غور سے دیکھو تو چاروں ایک ہیں/غور سے دیکھو تو چاروں نیک ہیں[11]

ذکر معراج شریف سے چند شعر:

نظم کرتا ہوں روایات صحیح/عرض کرتا ہوں روایات صحیح
ام ہانی کے محل میں ایک شب/تھے مصلے پر شہنشاہ عرب

---

(9)۔ رسالہ اردو کراچی۔ شمارہ ۳، ج: ۳۴۔ ۱۹۶۸ء

(10)۔ ناسخ۔ معراج نامہ۔ (مخطوط)۔ مملوکہ مشفق خواجہ۔ نارتھ ناظم آباد، کراچی۔ ورق ۱۔ الف

(11)۔ ایضاً۔ ورق ۲۔ ب

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 9, 2025

سقف خانہ ہو گئی شق ناگہاں/جبرائیل آئے نظر باعز و شاں

یوں کہا جبرائیل نے میکائل سے/آب زم زم طشت میں لادے مجھے

تاکروں خیر البشر کے دل کو پاک میں/سینے سے لے تا شکم کردوں چاک میں [12]

نبی کریم کے عرش پر تشریف لے جانے کے بارے میں اشعار ذیل ملاحظہ ہوں:

صاحب معراج پہنچے پائے عرش/دولت پابوس کو تا پائے عرش

عرش پر جاکر ہوئے مسند نشیں/خسرو ہر آسمان و ہر زمیں

اذن فرمایا خدا نے کتنی بار/یعنی ہو نزدیک اے عالی وقار

اس سے ہوتی تھی تعلی آپ کی/اس سے ہوتی تھی ترقی آپ کی [13]

ان اشعار میں جو روایات ہیں وہ شیعہ عقائد کے مطابق نہیں ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مثنوی اس دور سے تعلق رکھتی ہے جب ناسخ نے اپنا عقیدہ تبدیل نہیں کیا تھا۔ اس کی دوسری شہادت اس مخطوطہ کے کاتب محمد عبدالجامع ساکن فرنگی محل سے میسر آتی ہے۔ ناسخ کا ابتدائی رابطہ علمائے فرنگی محل سے تھا۔ شاید اسی سبب سے معراج نامہ کا کوئی نسخہ وہاں رہ گیا ہوگا اور حالات و قرائن کو اگر مد نظر رکھا جائے تو ممکن ہے، یہ اسی دور کی تصنیف ہو۔ کلام کی بناوٹ اور نوعیت کے اعتبار سے اسے ناسخ کی تصنیف مان لینے میں کوئی امر مانع نہیں معلوم ہوتا۔ زمانی اعتبار سے بھی معراج نامہ اور مولد شریف کا زمانہ تصنیف دوسری مثنویوں سے یقینا مقدم ہے۔ مثنوی کے زمانہ تصنیف کے متعلق مکمل صحت کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ مثنوی کا مطالعہ اس کا پتہ دیتا ہے کہ یہ مثنوی اس دور کی تصنیف یقینا نہیں ہے جب وہ بھرپور استاد ہو چکے تھے کیونکہ اس میں چند اسقام تالیف موجود

---

[12]۔ ایضاً۔ ورق ۵۔الف

[13]۔ ناسخ۔ معراج نامہ۔ مخطوطہ ورق ۷۔ب

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

ہیں۔ بایں ہمہ ثقیل اور غیر مانوس الفاظ کا تناسب حد اعتدال کے اندر ہے اور مثنوی میں اثر و تاثیر کا عنصر بھی نمایاں ہے۔

ریحان معراج

میر مظفر حسین نام، ضمیر تخلص، میر قادر علی کے فرزند تھے۔ شاعری میں مصحفی کی شاگردی کی۔ مصحفی نے اپنے تذکرہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر اسپرنگر کے بیان کے مطابق ۱۸۴۸ء میں لکھنو میں بقید حیات تھے۔(14)

۱۲۷۲ھ میں انتقال ہوا۔ ان کے زمانے میں لکھنو میں مرثیہ گوئی کا بڑا زور تھا۔ ضمیر نے غزل کے ساتھ مثنوی اور مرثیہ گوئی میں شہرت حاصل کی۔ میر ضمیر کی تصنیفات میں مراثی و سلام کے علاوہ مثنوی مظہر العجائب اور ریحان معراج شامل ہیں۔

ریحان معراج کا ایک مخطوطہ انجمن ترقی اردو کراچی کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے۔ یہ ۱۲۵۳ھ کا کتابت شدہ ہے اور ڈیرھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا خط نستعلیق ہے مگر کسی قدر شکستہ یائے معروف و مجہوم بھی اس میں یکساں ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ اور فارسی میں ہیں۔ کہیں کہیں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے عنوانات کو حاشیوں میں لکھا گیا ہے۔ اس کے دو نسخے کتب خانہ سر سالار جنگ اور ایک سٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدر آباد میں موجود ہے۔ ڈاکٹر اسپرنگر نے بھی ایک مخطوطے کا ذکر کیا ہے جو توپ خانہ اودھ میں موجود ہے۔ اس کے ہر صفحہ پر سترہ اشعار ہیں اور ۹۴ صفحات پر مشتمل ہے۔(15)

(14) Catalogue of the Arabic, Persian & Hindustani Manuscripts of the LIbraries of the King of Oudh (A. SPrenger) Vol.I, Baptist Mission Press Calcutta 1854, P.605

(15) Catalogue of the Arabic, Persian & Hindustani Manuscripts of the LIbraries of the King of Oudh (A. SPrenger) Vol.I, Baptist Mission Press Calcutta 1854, P.605

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

اس مثنوی کے آخر میں ضمیر نے اس کی تاریخ تصنیف ۱۲۴۷ھ لکھ کر اس کے نام ریحان معراج کی صراحت کی ہے۔

یہ فرمائش صاحب تاج ہے/ مسمی بہ ریحان معراج ہے
ہوا ختم معراج نامہ جو نہیں/ہوئی فکر تاریخ کی دل نشیں
ندا آئی ہاتف سے بے اشتباہ/کہو اس کی تاریخ فیضان شاہ[16]

اس مثنوی میں حمد و نعت، منقبت حضرت علی، مدح حضرت فاطمہ زہرا و امام حسین اور دیگر اماموں کی مدح کے بعد معراج نامہ کا سبب تالیف بیان کیا ہے۔ اس کے بعد شاہ اودھ نصیر الدین حیدر اور مہدی علی خان وزیر کی تعریف کی گئی ہے کہ انہی کے ایماء پر معراج نامہ لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد معراج نامہ کا مضمون شروع کیا ہے۔ نفس مضمون کو عنوانات کے تحت لکھا گیا ہے۔ نبی کریم نے ہر آسمان کی سیر فرما کر وہاں کیا کیا دیکھا۔ ملائک، جنت، دوزخ اور پھر جنت میں اہل بیت کے قصر اور ایوان ملاحظہ کیے۔ جنت کی سیر میں آپ نے اپنے نعلین کو نکال دیا مگر نعلین مبارک سمیت آنے کی ندا سنی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا۔ ایسے امور کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس معراج نامہ کی ابتدا ان اشعار سے ہوتی ہے۔

کروں حمد پروردگار قدیر/کریم و رحیم و سمیع و بصیر
وہی خالق ظلمت و نور ہے/دلوں سے قریں چشم سے دور ہے[17]

یہ مثنوی دو ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ جو بیس دن میں لکھی گئی۔

بہ اعجاز آل رسالت مآب/کہی بیس دن میں یہ دس جز کتاب
میرا منہ کہاں، کیا مری دستگاہ/فقط ہے یہ امداد اقبال شاہ[18]

---

[16]۔ نصیر الدین ہاشمی۔ کتب خانہ سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست۔ ص: ۷۷۷۔۷۷۸

[17]۔ افسر صدیقی، سید فراز علی۔ مخطوطات انجمن ترقی اردو۔ (ط۔ ا، کراچی: انجمن ترقی اردو)، ۱۹۶۵ء، ج: ۱، ص: ۳۹تا۴۳

[18]۔ افسر صدیقی، سید فراز علی۔ مخطوطات انجمن ترقی اردو۔ (ط۔ ا، کراچی: انجمن ترقی اردو)، ۱۹۶۵ء، ج: ۱، ص: ۳۹تا۴۳

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

ریحان معراج کی تالیف کے بارے میں ضمیر نے پوری صراحت سے لکھا ہے کہ نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ کی فرمائش پر واقعہ معراج بیان کیا گیا ہے:

سحر کو میں تھا بر سر جا نماز
وظیفہ میں مشغول باصد نیاز
کہ آیا بس اک پیک فرخندہ فال
لگا مجھ سے کہنے کہ اے خوش خصال
طلب ہے تری در حضور جناب
جناب معلائے قدسی ماب
وزیر خرد مند باعدل وداد
وہ مہدی علی خاں والا نژاد[19]

چھ شعر وزیر مہدی علی خان کی تعریف میں لکھنے کے بعد کہتے ہیں:

غرض میں چلا یاں سے باصد سرور
ہوا جا کے جب باریاب حضور
کیا جب کہ باب تکلم کو وا
زباں یوں سخن سے ہوئی آشنا
یہ ہے حکم شاہنشہ نیک نام
کہ معراج نامہ رقم کر تمام[20]

([19])۔ افسر صدیقی، سید فراز علی۔ مخطوطات انجمن ترقی اردو۔(ط۔ا، کراچی: انجمن ترقی اردو)، ۱۹۶۵ء، ج:۱، ص: ۳۹تا۴۳

([20])۔ افسر صدیقی، سید فراز علی۔ مخطوطات انجمن ترقی اردو۔ج:۱، ص: ۴۳

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

درج ذیل اشعار میں اپنے سید ہونے کی نسبت وضاحت کی ہے:

میں ہوں مرثیہ گوئے سبط رسول

ادھر بھی اٹھا ایک نگاہ قبول

یہ معراج نامہ جو لایا ہوں میں

نبی کے وسیلے سے آیا ہوں میں

یہ میرا وسیلہ نہ رد کیجیے

میں سید ہوں میری مدد کیجیے[21]

اس معراج نامہ کی تصنیف کے سلسلہ میں شاعر نے حیات القلوب اور دوسری اسی موضوع کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ لکھنو کی شیعہ فضا میں مجالس عزا کی کثرت تھی۔ اس مناسبت سے ریحان معراج میں بھی ابتداء میں امامین کے مناقب بیان کیے گئے ہیں۔ اور اس کے بعد معراج کے مضمون کو شروع کیا ہے۔ تعزیہ داری اور مجالس محرم کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے شعراء نے مرثیہ گوئی سے کام لیا۔ اسی طرح میلاد کی محافل اور ان کے جابجا انعقاد نے دہلی اور لکھنو کے شعراء کو اس فن کی طرف خصوصی رغبت دلائی۔ اس لحاظ سے شمالی ہند کا دور زیادہ تر رسمی اور تقلیدی رویوں سے عبارت ہے۔ ریحان معراج فنی محاسن کے اعتبار سے ایک بلند پایہ معراج نامہ ہے اور اس میں اخلاص، دردمندی اور کیفیات کا موثر بیان نظر آتا ہے۔

مثنوی معراج المضامین

سید اسماعیل حسین منیر شکوہ آبادی۔ کی ولادت ۱۸۱۳ میں ہوئی۔ انہیں عربی فارسی کی ابتدائی تعلیم والد سید احمد حسین نے دی اور دینی علوم کی تکمیل بڑے بھائی مولوی سید اولاد حسین سے کی۔ بچپن آگرہ میں گزرا۔ جوانی

---

[21] سید محی الدین قادری زور (ڈاکٹر)۔ تذکرہ مخطوطات اردو۔ ج:۳، ص: ۸۹

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

میں شعر و شاعری کی محفلوں میں خوب چمکے تو نظام الدولہ نے انہیں ملازمت کی پیش کش کر کے لکھنو لے گئے اور ناسخ نے انہیں شاگرد بنالیا۔ان کی تصانیف میں تین دیوان اور دو مثنویاں ہیں۔ان میں ایک مثنوی معراج المضامین بیان معراج پر مشتمل ہے۔منظوم میلاد نامہ فضل بہار میں نبی کریم کی ولادت اور شمائل اور وفات کا حال لکھا ہے۔[22]

منیر نے مثنوی معراج المضامین ۱۲۸۶ھ میں لکھی۔اس میں معراج النبی اور نبی کریم کے دیگر معجزات کے علاوہ آئمہ کے حالات بھی شاعرانہ انداز میں نظم کیے گئے ہیں۔مذہبی جذبات کی آسودگی کے لیے یہ ذخیرہ کافی اہمیت کا حامل ہے۔نبی کریم براق پر سوار ہو کر معراج کے لیے تشریف لے جارہے ہیں۔منیر نے اس کا نقشہ یوں پیش کیا ہے۔

پھر آئی جانب سدرہ سواری/وہاں سے بھی بڑھا وہ نور باری
نہ کی جبرائیل نے بھی پھر رفاقت/یہیں ٹھہرا وہ پیک رب عزت
اگر روح الامیں بڑھتے سر مو/تو جلتے نور سے شہپال و بازو
براق تیز پر نے بھی لیا دم/ہوا رف رف سواری سے مکرم
بڑھے جس وقت حد ماسوا سے/مشرف ہو گئے قرب خدا سے
وہاں پہنچا ہمائے لامکاں سیر/کہ اپنی ذات بھی پائی جہاں غیر
محل و جان تھے عارف جہاں سے/زمان و وقت ناواقف وہاں سے
حضوری سے سعادت یاب ہو کر/زلال فیض سے سیراب ہو کر
نبی رخصت ہوئے عرش علا سے/چلے گھر کی طرف حکم خدا سے[23]

---

(22)۔ اے ڈی نسیم۔اردو شاعری کا مذہبی و فلسفیانہ عنصر۔ص: ۳۳۲

(23)۔ اعجاز حسین (ڈاکٹر)۔مذہب و شاعری۔(ط۔ا، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ)،۱۹۵۵ء،ص: ۲۱۸

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

آثار محشر

محمد علی نام کے شاعر کی مثنوی ہے۔ جس میں واقعہ معراج کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ نیشنل میوزیم کراچی میں موجود ہے۔ یہ مخطوطہ سیاہ روشنائی سے معمولی نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے۔ نسخہ اچھی حالت میں ہے۔ اس کا سنہ کتابت ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء اور کاتب کا نام محمد علی بخش ہے۔ یہ مخطوطہ ۹۶ اوراق پر مشتمل ہے اور ہر ورق پر پندرہ سطور ہیں۔ واقعہ معراج کے تفصیلی بیان کے علاوہ اس کے آخر میں قصہ حضرت بلال بھی شامل ہے۔ آغاز اور اختتام کے اشعار ملاحظہ ہوں:

آغاز:

(کذا) ہے حمد خدا جو ہے کثیر الغفران/مالک الملک واولا مر عمیم الاحسان
ہے رجائے من سے (کذا) کی یہ نامہ مرا/بے غل و غش ہو پسند خرد ناموران
لائق حمد سزاوار ثنا/ذات پاک حق ہے اے حق آشنا
جس نے کن کہتے نہ گزرا ایک پل/کردیئے پیدا بر و بحر و جبل (24)

اختتام

اور عقبیٰ میں اسے حسب المراد/اپنی رویت سے کرے محفوظ و شاد
اور رکھے جنت میں با امن و امان/از طفیل احمد آخر زمان (25)

اس مثنوی میں سیدھے سادے انداز میں معراج کے واقعات اور روایات کو شعری قالب میں ڈھال دیا گیا ہے۔ جو اس وقت عوام میں پسندیدہ اور مقبول تھیں اس کے بیان میں نبی کریم سے وابستگی اور محبت و عقیدت کا رنگ جھلکتا ہے۔

(24)۔ محمد علی۔ آثار محشر۔ مخطوطہ مملوکہ نیشنل میوزیم کراچی، ورق: ا۔الف
(25)۔ ایضاً۔ ورق: ۹۶۔ب

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

معراج نامہ محسن کاکوروی

سید محمد محسن کاکوروی کے آباؤ اجداد میں سے امیر سیف الدین نے کاکوروی ضلع لکھنو میں سکونت اختیار کی۔ محسن ۱۸۲۵ء میں یہیں پیدا ہوئے۔ مذہبی و صوفیانہ رنگ بچپن ہی سے طبیعت پر غالب تھا۔ اپنے والد اور مولوی عبدالرحیم سے تحصیل علم کے بعد ہادی علی اشک جیسے متقی استاد سے اصلاح سخن لی۔ آگرہ میں وکالت شروع کی اور پھر ۱۸۵۷ء کے ہنگامے سے پریشان ہو کر آگرہ سے چلے آئے۔ ۱۸ صفر ۱۳۲۲ھ مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو رحلت فرمائی۔ محسن کاکوروی حسان الہند ہیں اور وہ اولین شخصیت ہیں جنھوں نے اپنی بھرپور شاعرانہ صلاحیتوں کو نعت کے لیے وقف کیا اور نعت کو باقاعدہ صنف شعر کی حیثیت سے برتا اور اس شاعرانہ نقش گری کر کے اس کی شعری حیثیت کو بلند تر کر دیا۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری محسن کاکوروی کی نعت نگاری سے متعلق لکھتے ہیں:

> محسن حسان الہند کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اردو شاعری میں نعت کی اہمیت دلنشین کرا دی۔ موصوف نے منتخب تراکیت اچھوتے اسالیب، دقیق معانی، متنوع و منفرد تلمیحات، شیریں زبانی، محبت کے میٹھے انداز، پیار کے لطیف پہلو، صداقت کے وفور، حقائق کی فراوانی، تشبیہات واستعارات کی رنگینی، واضح و سلیس توضیحات اور شگفتہ بندشوں کے ذریعہ اپنی نعتیہ کلام کو مزین کیا۔ انہوں نے نعتوں میں سبھی شاعرانہ لوازم سلیقگی کے ساتھ برتے ہیں۔ [26]

محسن کاکوروی ہی وہ شخصیت ہے جن کی اس کاوش اور سعی نے نعت کو ادبیات اردو میں اعلیٰ مقام پر فائز کیا اور محسن سے پہلے شعرا کے ہاں حصول ثواب کے لیے نعت لکھنے کا جو رواج اور رجحان تھا اس کو یکسر تبدیل کر کے نعت کو بلند ترین فنی سطح پر پہنچا دیا۔ جناب حفیظ تائب لکھتے ہیں:

---

[26]۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری، اردو شاعری میں نعت (جلد اول) نسیم بک ڈپو، لکھنو، بار اول، ۱۹۹۲۔ ص: ۴۲۱

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

محسن کاکوروی وہ شاعر ہیں جن کی سعی دلپذیر کی بدولت اردو نعت کو ادب عالیہ میں شمار کیا گیا۔ شعر و سخن کا شوق اور مذہبی رنگ بچپن ہی سے طبیعت پر غالب تھا۔ پہلی اردو تخلیق قصیدہ گلدستہ کلام رحمت ۱۲۵۸ھ میں سولہ سال کی عمر میں ہوئی۔ قصیدہ لامیہ مدیح خیر المرسلین جسے سب سے زیادہ شہرت نصیب ہوئی ۱۲۹۳ھ کی تصنیف ہے اس کی تشبیب کو کاشی اور متھرا کے مناظر کے ساتھ ساتھ ابر پنجاب اور برق بنگالہ کی سحر آفرینیوں سے جس طرح آراستہ کیا گیا، ان کا اچھوتا پن اس کی مقبولیت کا سبب بھی بنا اور مورد اعتراض بھی ٹھہرا۔ [27]

ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

محسن کاکوروی نے قصیدے کی تشبیب میں جس مقامی رنگ سے کام لیا تھا۔ اسے بعض متشرع حلقوں میں ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا اور طرح طرح کے اعتراضات اٹھائے گئے۔ یہ محض تنگ نظری اور بدذوقی تھی، ورنہ صاف ظاہر ہے کہ جس علاقے کی زبان میں آنحضرت کی زندگی اور سیرت کا بیان کیا جائے گا۔ اس بیان میں حسن تاثیر پیدا کرنے کے لیے اس زبان اور علاقے کی تہذیبی علامتوں سے مدد لینی ہوگی۔ محسن نے یہی کیا ہے انہوں نے ہندوانہ رسم و رواج اور اصطلاحات کا استعمال کر کے سیرت کے بیان کو خوش گوار موثر اور دلکش بنایا ہے ان کی اس تشبیب کو جب قصیدے کے گریز کے ساتھ ملا کر پڑھیے تو سارے اعتراضات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ [28]

یحیی نشیط لکھتے ہیں:

---

(27)۔ حفیظ تائب، اردو نعت، مجلہ ''نقوش'' (رسول نمبر) ج: ۱۰، شمارہ: ۳۰، جنوری ۱۹۹۴ئ، ادارۂ فروغ اردو، لاہور، ص: ۱۸۱

(28)۔ فتح پوری۔ فرمان فتح پوری (ڈاکٹر)۔ اردو غزل، نعت اور مثنوی۔ (ط۔ا، لاہور: الوقار پبلیکشنز)، ۲۰۰۴ء، ص: ۲۴۱

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

اردو کی نعتیہ شاعری میں محسن کاکوروی کا نام بہت ممتاز ہے قدیم موضوعات کو انھوں نے نئے انداز میں پیش کیا ہے ان کی عقیدت سے معمور شاعری میں شعریت اپنے عروج پر قائم رہتی ہے بلکہ روحانیت کی پاکیزہ روشنی سے وہ اور زیادہ منور ہو جاتی ہے چراغ کعبہ محسن کا نعتیہ قصیدہ ہے جو بلحاظ موضوع واقعہ معراج کا ترجمان ہے شاعر نے تشبیب، گریز اور پھر معراج کے واقعات میں مدح کا پہلو نکالا ہے۔ معراج چونکہ رات میں ہوئی تھی اسی لیے شاعر نے وقت کی مناسبت سے تشبیت کے اشعار لکھے ہیں گریز کے بعد اصل واقعہ شروع ہوتا ہے اسی درمیان محسن جبریل اور براق کی مدح سرائی کرتے ہیں بیت المعمور پہنچنے کے بعد جبرئیل بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ تو حضور کی کیفیت دگرگوں ہو جاتی ہے احادیث میں تفصیل سے اس کا ذکر ہے محسن نے بھی بڑے دلآویز انداز میں آپ کی اس وقت کی نفسانی کیفیت کو بیان کیا ہے قصیدہ کا خاتمہ روایتی انداز میں دعائیہ کلمات کی بجائے مناجاتی انداز میں ہوا ہے۔[29]

کلیات محسن میں پانچ قصیدے، چودہ مثنویاں، ایک مسدس سراپائے رسول اکرم اٹھائیس رباعیات بیس غزلیں اور کچھ نظمیں بطور مناجات شامل ہیں۔ مثنوی صبح تجلی منظوم میلاد نامہ ہے۔ یہ مثنوی گلزار نسیم کی بحر میں لکھی گئی ہے۔ اس کو میلاد نامہ کہا جاسکتا ہے۔ محسن نے اس مثنوی میں بھی واقعہ معراج بیان کیا ہے۔ بیت اللہ سے مسجد اقصیٰ میں تشریف آوری، ہفت افلاک کی سیر، جنت و دوزخ کا مشاہدہ، عرش و کرسی اور مقام اعلیٰ تک آپ کی رسائی دکھانے کے بعد ایک مناجات پر مثنوی کو ختم کیا ہے۔

محسن کی مثنوی چراغ کعبہ میں ۱۴۶۹ اشعار ہیں۔ یہ مثنوی ۱۳۰۱ھ میں لکھی گئی۔ یہ بھی گلزار نسیم کی بحر میں ہے۔ اس مثنوی میں واقعہ معراج کو نظم کیا گیا ہے۔ محسن نے واقعہ سے متعلق احادیث کو مد نظر رکھ کر اس کو ترتیب دیا ہے۔ اس میں تشبیہات و استعارات اور تلمیحات کی کثرت ہے۔ مثنوی کی ابتداء قصیدے کی طرح

(29)۔ ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط، اردو نعت گوئی کے موضوعات، مقالہ: نعت رنگ،۔ نمبر ۵، ص:۴۹

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

تشبیب سے ہے۔ اس مثنوی میں دوسری مثنویوں سے زیادہ قصیدے کا اثر ہے۔ اختتام پر قصیدے کی طرح دعائیہ اشعار ہیں۔ مثنوی میں فارسی اور عربی تراکیب کی بھی کثرت ہے۔ مثنوی کی تمہید نہایت شاعرانہ ہے اس کے بعد گریز حضرت جرائیل کی تعریف، براق کی صفات اور مسجد اقصی کے عنوانات کے بعد سات آسمانوں کی سیر ہے۔ اوران آسمانوں کی سیر کے بارے میں ہر آسمان کے سیارہ کا ذکر کیا گیا ہے۔پہلے آسمان پر چاند دوسرے آسمان پر منشی فلک یعنی عطارد، تیسرے آسمان پر اصغر یعنی زہرہ، چوتھے آسمان پر شاہ فلک یعنی سورج پانچویں آسمان پر مریخ، چھٹے آسمان پر سعد اکبر یعنی مشتری اور ساتویں آسمان پر ہندوے فلک یعنی زحل کا بیان بھی قدیم نظریات کے بموجب کیا گیاہے افلاک کی اس سیر کے بعد جنت ودوزخ کی سیر اور آخر میں عرش وکرسی اور مقام اعلی تک نبی کریم کی رسائی کا بیان ہے۔چراغ کعبہ میں بھی زبان وبیان کی صناعی وآرائش، مضمون آفرینی اوراثر وتاثیر کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔

بھیگی ہوئی رات آبروسے/داخل ہوئی کعبہ میں وضوسے
اوڑھے ہوئے لیلی گل اندام/شبنم کی ردابہ قصد احرام
گویاکہ نہاکے آئی فی الحال/جھک جھک کے نچوڑتی ہوئی بال
کیاسعی صفاسے رنگ فق ہے/سرسے پاتک عرق عرق ہے
نامحرموں سے چھپائے چہرہ/پروین کوبنائے منہ کا سہرا[30]

محسن چراغ کعبہ کے آخر میں نبی کریم سے خطاب کرنے کے بعد اپنی تمناوں کااظہار کس خوبی سے کرتے ہیں:

جس طرح ملاتواپنے رب سے/انداز سے شوق سے ادب سے
یوں ہی ترے عاصیان مہجور/اک دن ہوں تری لقاسے مسرور

---

[30]۔ ابواللیث صدیقی۔لکھنو کادبستان شاعری۔ص:۵۱۵

CC BY

Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 9, 2025

صدقے میں ترے یہ آرزو ہے/دم میں کریں راہ آخرت طے
ہو حشر کا دن خوشی کی تمہید/جس طرح سے صبح صادق عید
پھولے پھلے گلشن تمنا/عقبی مری پھل ہو پھول دنیا
یاں شوق و خلوص والتجا ہو/واں میں ہوں آپ ہوں خدا ہو[31]

محسن کاکوروی کی شاعری کا حسن انہی محاسن کے باعث ہے جو لکھنوی شاعری کا طرہ امتیاز تھے۔ان شری محاسن کو معراجیہ موضوعات کے لیے محسن سے قبل کسی نے استعمال نہیں کیا۔یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں تشبیہات واستعارات، تلمیحات ورعایت لفظی، مراعات النظیر و حسن تعلیل اور دیگر صنائع وبدائع اس قدر فطری انداز میں ان کے اسلوب میں گندھے ہوئے ملتے ہیں کہ ان پر تصنع بناوٹ یا دقت پسندی کا گمان نہیں ہوتا۔ مثنوی چراغ کعبہ میں محسن کاکوروی کے تخیل کی بلند پروازی دیکھیے کہ ہر جگہ ہوتے ہوئے جب نبی کریم مقام اعلی پر تشریف لائے ہیں اس وقت کی کیفیت ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں:

زیر قدم جناب والا/اعلی سے جو تھا مقام اعلی
دل کی تگ و دو تھی دم سے آگے/سر چار قدم قدم سے آگے
آئینہ روئے ذات عالی/اقلیم صفات بے مثالی
چمکا ہوا ایمن تجلی/پھیلا ہوا دامن تجلی
وحدت کا کھلا ہوا وہ ناکا/جس میں نہیں دخل ماسوا کا
امید کے تہ نشین سفینے/ٹوٹے ہوئے حوصلے کے زینے
نکلی ہوئیں ہمتوں کی جانیں/اتری ہوئی چلے سے کمانیں
بھولے ہوئے راہ کے مسافر/ارکان رباعی عناصر

(31)۔ ابو اللیث صدیقی۔لکھنو کا دبستان شاعری۔ص: ۵۰۴

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

افتادہ کاک بحر وساحل/درماندہ راہ خضر ومنزل

طاوس سپہر بال بستہ/عنقائے نجوم پر شکستہ

جھیلے ہوئے دور باش ادب کی/طوبی وبہشت وعرش وکرسی

جانے کا نہ لے سکیں ملک نام/روحوں کا پہنچ سکے نہ پیغام

تاثیر دعا کے در سے محروم/کوشش شرف اثر سے محروم

انساں کی وہاں تھی کب رسائی/آنکھوں میں کشش بٹھا کے لائی

وہ مردم چشم دین وایماں/کحل البصر وجوب وامکاں

ایمان کا رنگ بوئے تصدق/نخل چمن مجاز وتحقیق

آنکھوں کی تلاش جلوہ رب/کانوں میں صدائے نحن اقرب

آیا سوئے بزم لی مع اللہ/آئینے میں جیسے پر توماہ(32)

دکنیات کے سلسلہ میں باقر آگاہ اور چھمی نرائن شفیق کے معراج نامے بھی قابل ذکر ہیں مگر ان سے شعری روایت آگے نہیں بڑھی ہے۔اس کے علاوہ سید اشرف شمسی کا معراج نامہ رسالۃ المعراج ۱۸۳۲ء میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ فیضان شاہ کا معراج نامہ ریحان معراج ۱۸۳۷ کی تالیف ہے۔اس کا قلمی نسخہ ۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

(32)۔ اعجاز حسین (ڈاکٹر)۔مذہب وشاعری۔ص:۲۱۹۔۲۲۰

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 9, 2025

References

1. دلوی، میمونہ دلوی(ڈاکٹر)۔ بمبئی میں اردو۔(ط۔ا، دہلی: مکتبہ جامعہ، دہلی)، ۱۹۷۰ء، ص: ۷۷
2. مہری، غلام قاسم۔ معراج نامہ منظوم۔(ط۔، بمبئی: مطبع حیدری)، ۱۲۹۳ھ، ص: ۱۸۲۔۱۸۳
3. مشفق خواجہ۔ جائزہ مخطوطات اردو۔ج:ا، ص:۲۲۰
4. نصیر الدین ہاشمی۔ کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات۔ج:۲، ص: ۳۳۸
5. قاسم۔ معراج نامہ۔(میرٹھ: مطبع ہاشمی)، ۱۲۸۱ھ، ۱۸۶۴ء، ص: ۲
6. ایضاً۔ص: ۱۲۶
7. قاسم۔ معراج نامہ۔ ص:۱۷
8. قاسم۔ معراج نامہ۔ ص: ۱۲۸
9. رسالہ اردو کراچی۔ شمارہ۳، ج:۳۴۔۱۹۶۸ء
10. ناسخ۔ معراج نامہ۔(مخطوط)۔ مملوکہ مشفق خواجہ۔ نارتھ ناظم آباد، کراچی۔ ورق ا۔الف
11. ایضاً۔ورق ۲۔ب
12. ایضاً۔ورق ۵۔الف
13. ناسخ۔ معراج نامہ۔ مخطوطہ ورق ۷۔ب
14. Catalogue of the Arabic, Persian & Hindustani Manuscripts of the LIbraries of the King of Oudh (A. SPrenger) Vol.I, Baptist Mission Press Calcutta 1854, P.605
15. Catalogue of the Arabic, Persian & Hindustani Manuscripts of the LIbraries of the King of Oudh (A. SPrenger) Vol.I, Baptist Mission Press Calcutta 1854, P.605
16. نصیر الدین ہاشمی۔ کتب خانہ سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست۔ ص: ۷۷۷۔۷۷۸
17. افسر صدیقی، سید فراز علی۔ مخطوطات انجمن ترقی اردو۔(ط۔ا، کراچی: انجمن ترقی اردو)، ۱۹۶۵ء، ج:ا، ص: ۳۹تا۴۳
18. افسر صدیقی، سید فراز علی۔ مخطوطات انجمن ترقی اردو۔(ط۔ا، کراچی: انجمن ترقی اردو)، ۱۹۶۵ء، ج:ا، ص: ۳۹تا۴۳
19. افسر صدیقی، سید فراز علی۔ مخطوطات انجمن ترقی اردو۔(ط۔ا، کراچی: انجمن ترقی اردو)، ۱۹۶۵ء، ج:ا، ص: ۳۹تا۴۳
20. افسر صدیقی، سید فراز علی۔ مخطوطات انجمن ترقی اردو۔ ج:ا، ص: ۴۳
21. سید محی الدین قادری زور(ڈاکٹر)۔ تذکرہ مخطوطات اردو۔ج:۳، ص: ۸۹
22. اے ڈی نسیم۔ اردو شاعری کا مذہبی و فلسفیانہ عنصر۔ ص: ۳۳۲
23. اعجاز حسین(ڈاکٹر)۔ مذہب و شاعری۔(ط۔ا، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ)، ۱۹۵۵ء، ص: ۲۱۸
24. محمد علی۔ آثار محشر۔ مخطوط مملوکہ نیشنل میوزیم کراچی، ورق: ا۔الف

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

25. ایضاً۔ ورق:۹۶۔ب
26. ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری، اردو شاعری میں نعت (جلد اول) نسیم بک ڈپو، لکھنو، بار اول، ۱۹۹۲۔ ص: ۴۲۱
27. حفیظ تائب، اردو نعت، مجلہ "نقوش" (رسول نمبر) ج: ۱۰، شمارہ: ۳۰، جنوری ۱۹۹۴ئ، ادارۂ فروغ اردو، لاہور، ص: ۱۸۱
28. فتح پوری۔ فرمان فتح پوری (ڈاکٹر)۔ اردو غزل، نعت اور مثنوی۔ (ط۔ ا، لاہور: الوقار پبلیکیشنز)، ۲۰۰۴ء، ص: ۲۴۱
29. ڈاکٹر سید یحیی نشیط، اردو نعت گوئی کے موضوعات، مقالہ: نعت رنگ،۔ نمبر ۵، ص:۴۹
30. ابواللیث صدیقی۔ لکھنو کا دبستان شاعری۔ ص: ۵۱۵
31. ابواللیث صدیقی۔ لکھنو کا دبستان شاعری۔ ص: ۵۰۴
32. اعجاز حسین (ڈاکٹر)۔ مذہب و شاعری۔ ص:۲۱۹۔۲۲۰

CC BY